عمران علی محمود حقانی

اخلاق کا ہمالیہ، سخاوت کا قلزم

دوست نزدیک تر از من بمن ست ویں عجب تر کہ من از وے دورم
چہ کنم با کہ تواں گفت کہ او در کنارِ من ومن مہجورم

ہر ادا مدنی

جیسا کہ صاحب قلم مناظر احسن گیلانیؒ کی تصانیف اور علمی کارنامے دیکھ کر اکابرین میں سے کسی نے ان کی تصنیفات کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ مناظر احسن گیلانیؒ کے سارے ہی مناظر احسن ہیں، اسی طرح ہمارے شیخ حضرت علامہ ڈاکٹر سید شیر علی شاہ نوّر اللہ مرقدہ کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت شیخ کی تمام عادات واخلاق مدنی تھے کیونکہ حضرت شیخؒ کی زندگی اور ہر ادا اسوۂ رسول اور مدنی اخلاق میں رنگی ہوئی تھی اور آپ کی زندگی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور عکس تھی۔

دو یادگار واقعات

حضرت کی ہر ادا دلربا تھی البتہ دو واقعات جو میرے دل ودماغ میں ہمیشہ تازہ رہیں گے ان کا تذکرہ ضرور کروں گا۔ پہلا واقعہ: ان میں سے پہلے واقعہ کی روداد کچھ یوں ہے کہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۱ء کی بات ہے بندہ دیوبند ثانی دارالعلوم جامعہ حقانیہ میں دورہ حدیث کا طالب علم تھا۔ ایک دن حضرت شیخ فرشتہ صورت معمول کے مطابق دارالحدیث میں تشریف لائے اور مسندِ حدیث پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنی شانِ محدثانہ میں موتی بکھیرنے لگے۔ تو درمیان میں باب الشغار کی بحث آگئی۔ شغار کا معنی ہے ''آنٹے سانٹے'' کا نکاح یعنی کوئی اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے آدمی کے ساتھ کردے اس معاملہ پر کہ وہ دوسرا آدمی اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کردے اور احدالعقدین دوسرے کا عوض ہوجائے اور اس کے علاوہ کوئی اور مہر نہ ہو۔ بہرحال حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے ممانعت فرمائی ہے جب حضرت شیخؒ نے مسئلہ کی وضاحت بیان کی تو ساتھ میں یہ بھی بیان فرمایا کہ یہ مصیبت (شغار) افغانستان میں بہت رائج ہے اور فرمایا کہ ہم نے اس بارے میں حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمرؒ کو بھی خصوصی طور پر آگاہ کیا تھا کہ جب بھی امارت اسلامی قائم ہوگئی تو سب سے پہلے اس ناسور کو افغانستان کی سرزمین سے ختم کروگے۔ حضرت شیخ کا یہ فرمانا تھا کہ میرے سامنے بیٹھے ہوئے ایک افغانی طالب علم نے گستاخی

کرتے ہوئے کچا کچ بھرے دارالحدیث میں دورانِ سبق حضرت شیخ کو آواز دی اور بلند آواز سے کہا کہ افغانستان میں اس قسم کی کوئی رسم نہیں، گویا کہ اس گستاخانہ آواز کا مطلب یہ تھا کہ حضرت شیخ نعوذ باللہ جھوٹ بول رہے ہیں اور ہمارا ملک افغانستان اس قبیح رواج سے پاک وصاف ہے۔ کسی فارسی شاعر نے ایسے ہی موقع پر فرمایا تھا۔

بیک نا تراشیدہ در مجلسے　　　برنجہ دلِ ہوش منداں بسے

اگر برکہ بر کنند از گلاب　　　سگے دروے افتد کند منجلاب

جیسا کہ حضرت کی خصوصی عادت تھی کہ وہ باطل اور ناحق بات پر غصہ ہوتے اس بات پر بھی حضرت کو بہت غصہ آیا کیونکہ حضرت شیخ کی کافی عمر جہاد کے سلسلے میں افغانستان میں بیت چکی تھی اور حضرت شیخ کو خوب معلوم تھا کہ یہ وبا وہاں بہت عام ہے۔ حضرت شیخ نے اس پر شدید غصے کا اظہار فرمایا اور کہا کہ ایک کام وہاں ہو رہا ہے تو تم کیوں اس کی صفائی میں باطل کوشش کر رہے ہو، جب ایک مرض تمہاری قوم میں موجود ہے تو اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔ عجب اتفاق یہ ہوا کہ اس سال ہمارے ساتھ دورہ حدیث میں تقریباً سو سے زائد افغانی طلبا شریک تھے تو نیچے بیٹھے ہوئے ان افغانی طلباء کرام کے رقعے آنا شروع ہوگئے کسی نے لکھا تھا میری بہن کا نکاح اس طرح کیا گیا ہے اور کسی نے لکھا تھا میرا اپنا عقد اسی طور پر ہوا ہے غرض اپنے ہی گھر سے اس کے خلاف گواہیاں آنے لگی تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ تمہارے اپنے ملک والے تمہارے خلاف گواہی دے رہے ہیں اب اس کے جواب میں کیا کہتے ہو وہ طالب علم خاموش رہے جبکہ اس طالب علم کی اس گستاخی پر ہر طالب علم غیض وغضب سے بھر گیا اور یقیناً اسکی خوب پٹائی کر لیتے لیکن اس کی قسمت اچھی تھی کہ ہجوم کی وجہ سے کسی کو پتہ نہ چلا کہ کس نے آواز دی ہے۔ چونکہ یہ افغانی طالب علم مجھ سے آگے نشست پر بیٹھا تھا اس لئے میں نے اس سے کہا کہ جیسے ہی حضرت شیخ سبق بند کر دے جا کر حضرت شیخ سے اس بے ادبی اور گستاخی کی معافی مانگ لو، لیکن حضرت شیخ کے ان مدنی اخلاق پر فدا ہو کہ گھنٹہ ختم ہوتے ہی حضرت شیخ خود اس طالب علم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بھائی غصہ کی حالت میں کچھ کہہ دیا ہو تو ناراض نہ ہو معافی چاہتا ہوں۔

اسلاف کی سنت تازہ کردی

اس طرح ہمارے شیخ سید شیر علی شاہ مدنیؒ نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ کی یاد تازہ کر دی کیونکہ حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کو درسِ حدیث کے دوران کسی نے رقعہ لکھ کر بھیج دیا تھا کہ آپ نعوذ باللہ حرامی ہے یعنی آپ اپنے باپ سے نہیں ہے۔ حضرت شیخ حسین احمد مدنیؒ بجائے اس کے کہ غصے کا اظہار فرماتے خط کو اطمینان سے پڑھا اور پھر دوسری نشست میں طلباء کرام سے فرمایا کہ کسی نے اس طرح کا رقعہ بھیج دیا ہے تمام مجلس میں ہیجان برپا ہوگیا اور ہر طالب علم غیض وغضب سے بھر گیا آپ نے فرمایا خبردار کسی کو غصہ کرنے

کی ضرورت نہیں، میرا حق ہے کہ میں اس کی تسلی کروں ۔فرمایا میں ضلع فیض آباد قصبہ ٹانڈہ محلّہ الہٰ داد کا رہنے والا ہوں اس وقت بھی میرے والدین کے نکاح کے گواہ زندہ ہیں خط بھیج کر یا جا کر سمجھ لیا جائے ۔ العظمۃ للہ، بردباری اور صبر کی انتہاء ہے اگر جی میں آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو سامنے رکھ لیا جائے جس کا مفہوم یہ ہے۔'' کہ پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے کہ غصّے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے اور اپنے نفس کو مغلوب کر دے۔'' کسی شاعر نے انہی نفوسِ قدسیہ کے بارے میں فرمایا ہے۔کہ

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا دلِ دشمناں رانکردند تنگ
ترا کے میسّر شود ایں مقام کہ بادوستانت خلافست وجنگ

دوسرا واقعہ

اور دوسرا واقعہ جس سے ہمارے شیخؒ کی جود وسخاوت، زہد وقناعت، عشقِ رسول اور حبِّ دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب پتہ چلتا ہے۔اس کی روداد کچھ یوں ہے کہ کبھی کبھار بندہ کو ساتھیوں سمیت حضرت شیخؒ کی مسجد میں جانے اور مجلس میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوتی تھی۔

مدنی مہمان

ایک دن ہم عصر کے وقت حضرت شیخؒ کی مسجد میں پہنچ گئے اتنے میں حضرت شیخؒ بھی وہیل چیئر پر نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے آئے نماز کے بعد معمول کے مطابق مجلس شروع ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ مجلس میں دو طالب علم حضرت شیخؒ کے سامنے دوزانوں بیٹھ گئے مصافحہ کے بعد حضرت شیخؒ سے اپنا تعارف کروایا، پتہ چلا کہ وہ دونوں طالب علم اصل کے اعتبار سے افغانی ہیں لیکن مدینہ منورہ میں مقیم ہیں اور وہاں کی شہریت ان کو حاصل ہوگئی ہے جبکہ جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی کے طالب علم ہیں۔ہمارے شیخؒ کو مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کے درجہ میں محبت تھی اس لئے حضرت شیخؒ مزے لے لے کر ان سے وہاں کے حالات دریافت کرتے رہے اور وہ طالب علم سناتے رہے جبکہ حضرت شیخؒ بھی وہاں بیتے ہوئے ایام کی داستان سناتے رہے اور اپنی پرانی یادیں تازہ کرتے رہے یہ باتیں کافی دیر تک چلتی رہی۔

پگڑی اتار کر طلباء کو دے دی

چونکہ حضرت شیخؒ کی یہ مجلس عصر سے مغرب تک ہوتی تھی اس لئے اختتامِ مجلس پر ان دو ساتھیوں میں سے ایک نے کہا حضرت اگر آپ ہمیں کچھ ہدیہ دیدیں تو بڑی مہربانی ہوگی، حضرت شیخؒ نے مسکراتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈال دی اور فرمایا کہ مجھ فقیر سے کیا ہدیہ لو گے جیب سے پیسے نکال کر ایک ہزار کا نوٹ جب پہلے طالب علم کو دینے لگے تو اس طالب علم نے کہا کہ حضرت میری مراد پیسے نہیں تو حضرت نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟اس طالب علم

نے انتہائی ادب سے کہا کہ اگر حضرت اپنی پہنی ہوئی پگڑی اتار کر ہمیں عنایت فرمائیں تو خصوصی نوازش ہوگی چونکہ حضرت سچے عاشقِ رسول تھے اور مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمانوں کی فرمائش تھی کیسے ٹال سکتے تھے بڑی خوشی سے حضرت شیخ نے اپنی پگڑی اتاری اور اس طالب علم کو عنایت فرمادی۔اور پھر نواسے سے کہا کہ جا کر گھر میں دیکھو میری کتابیں تو ختم ہو چکی ہیں لیکن میں نے اپنے لئے چند کتابیں رکھی ہیں وہ لے آؤ اس نے گھر سے حضرت شیخ کی تصنیف شدہ کتابوں میں سے غالباً تفسیر سورہ کہف، وغیرہ کتابیں لائیں حضرت نے اپنے ہاتھوں سے وہ کتابیں ان دونوں کو ہدیہ دیدیں اور مجلس میں موجود مقامی طلباء حسرت بھری آنکھوں سے دیکھتے رہے کہ یہ طالبعلم کتنے خوش نصیب ہیں جنہیں حضرت شیخ کی استعمال کی ہوئی پگڑی بھی ملی اور حضرت شیخ کی لکھی ہوئی کتابیں بھی حضرت شیخ ہی کے ہاتھوں سے ملی اور جس وقت حضرت شیخ نے پگڑی اتاری تو مجلس میں شریک طلباء کرام میں سے جنہوں نے پگڑیاں باندھی تھیں سب نے اپنی اپنی پگڑیاں اتار کر حضرت کی خدمت میں پیش کی اور سب کی خواہش یہی تھی کہ حضرت کی پگڑی تو ہمیں نہ مل سکی چلو ہماری پگڑی اگر قبول فرمالیں تو بھی ہمارے لئے سعادت کی بات ہوگی، لیکن حضرت شیخ نے کسی ایک سے بھی قبول نہیں کی اور انتہائی عاجزی سے فرمایا کہ گھر میں دوسری پگڑی ہے وہ پہن لونگا۔

مؤمنانہ فراست وبصیرت

حضرت شیخ بڑے ہی باریک بین اور مدنی اخلاق کے پابند تھے آج جب سوچتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ حضرت نے کسی ایک طالب علم سے پگڑی کیوں قبول نہیں کی وجہ یہ تھی کہ اگر حضرت شیخ کسی ایک سے قبول فرمالیتے تو باقی طلباء کرام کی دل شکنی ہوتی کہ ہماری پگڑی کیوں قبول نہ فرمائی۔بہرحال حضرت شیخ کی پوری زندگی اسوۂ حسنہ کا نمونہ تھی اور آپ اخلاق وعادات میں سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند اور دلدادہ تھے اور آپ کی ہر ایک ادا سے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو مہکتی تھی اور آپ خُلقِ عظیم کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے اور ساری زندگی حدیث کی خدمت میں گزاری تھی یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حدیثِ یار کی خدمت کا یہ صلہ دیا کہ آپ کی نمازِ جنازہ میں لوگوں کے ٹاٹے مارتے ہوئے سمندر نے شرکت کی جن میں ملک کے عظیم مشائخ، زعماء، علماء طلباء عوام وخواص شریک ہوئے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ کو بخش دیا ہوگا اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء کیا ہوگا اور سرورِ عالم سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی نصیب ہوئی ہوگی۔ان شاء اللہ تعالیٰ، اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے تدفین کے بعد دنیاوالوں کے لئے آپ کی یہ کرامت ظاہر فرمادی کہ اس مردِ قلندر، عاشقِ رسول کی قبر سے خوشبو کی لپٹیں جاری فرمادی جو لوگوں کی دل ودماغ کو معطر کرتی رہی۔اللہ تعالیٰ حضرت شیخ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں اور حضرت شیخ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور کروٹ کروٹ پر راحتیں نصیب فرمائیں، اور ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں حضرت کے تلامذہ، محبین ومتعلقین کو حضرت شیخ کے حق میں صدقہ جاریہ کے طور پر قبول فرمالیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت شیخ جیسا عشق ومحبت اور نبوی اخلاق نصیب فرمائیں اور دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائیں۔آمین